Fikr-o-Nasar (Islamabad) 7:5 (1969)

ایران کا تعلیمی نظام

از ڈاکٹر محمد ریاض، ایم اے، پی ایچ ڈی (تہران)

جدید ایران کا نظامِ تعلیم متعدد ممالک (بالخصوص فرانس وامریکہ) کے نظام ہائے تعلیم کا ایک حسین امتزاج ہے، جس میں اسلامی اور ملّی اقدار شامل کی گئی ہیں۔ اس نظام کے بنیادی خدوخال اور مقاصد یہ ہیں کہ نئی نسل پوری آزادی اور یک جہتی کے ساتھ پروان چڑھے، اپنی صلاحیتوں اور رجحانات کو اُبھاسے۔ نیز ان کے اساتذہ کو وہ مواقع اور ضروری سہولتیں حاصل ہوں جس کے نتیجے میں وہ پوری طمانیتِ قلب اور سکون کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

تعلیم کے مراحل ایران میں تعلیم کا پہلا مرحلہ "کودکستان" ہے جسے کے۔جی کے مرحلے کے برابر سمجھنا چاہیئے۔ یہ مخصوص اسکول ہیں اور صرف ان لوگوں کے بچّے اس سے مستفید ہو سکتے ہیں، جو زیادہ فیسیں ادا کر سکتے ہیں۔ "کودکستان" ملی اور غیر ملکیوں کے بھی ہیں۔ اس درجے کے بچّوں کو آواز خوانی، سرود، نقاشی، عام کھیل کود اور کھانے پینے کے آداب کی مشق کرائی جاتی ہے۔ "کودکستان" کی فیس مختلف شہروں کے لوگوں کے معیارِ زندگی کے پیش نظر مختلف ہے۔ اس مرحلے میں درس دینے والوں کو "آموزگار" یا "مربی" کہا جاتا ہے۔ آموزگاروں میں زیادہ تعداد خواتین کی ہوتی ہے، جو اس درجے میں تدریس کے بہتر نتائج دکھاتی ہیں۔

تعلیم کا دوسرا اور عمومیت کے لحاظ سے پہلا مرحلہ پرائمری اسکول ہیں، جن کو فارسی میں "دبستان" کہتے ہیں۔ یہ لفظ "ادبستان" کا مخفف ہے جس کے معنی "آداب و اخلاق سکھانے کی جگہ" کے ہیں۔ مرزا اسد اللہ خان غالب (وفات ۱۸۶۹ء) نے ایک شعر میں اس لفظ کو بڑی خوبی سے باندھا ہے۔ جب کبھی ایران کے کسی "دبستان" میں جانا ہوا، اور بچّوں کے شور و شغب سے دوچار ہوا تو مرزا کا یہ شعر یاد آ گیا ؎

میں چمن میں کیا گیا، گویا "دبستان" کھل گیا
بلبلیں سُن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں

دبستان میں پہلی سے چھٹی جماعت تک تدریس ہوتی ہے۔ اس درجے کے طالب علم "دانش آموز"

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اور پڑھانے والے "آموزگار" کہے جاتے ہیں۔ یہاں بچے اور بچیاں ساتھ ہی تعلیم پاتی ہیں۔ کودکستان یا دبستان کے آموزگار "دیپلوم" اور دو سال تک تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ دیپلوم، بارھویں جماعت کے فارغ التحصیل کو کہتے ہیں۔ یہ ایران کے میٹرک کا امتحان ہے۔ تربیت گاہیں سارے بڑے شہروں حتیٰ کہ قصبوں میں موجود ہیں۔ یہ تربیت ہمارے ہاں کے نارمل اسکولوں یا تربیتی اداروں کے مشابہ ہوتی ہے۔ البتہ ایران میں اس پیشے کی کشش کے پیشِ نظر بہترین صلاحیتوں کے حامل امیدوار کھنچے چلے آتے ہیں (عموماً درجہ اوّل والے)۔ "دبستان" کا مرحلہ عمومی نوعیت کا ہے۔ مضامین میں مادری زبان فارسی، عربی، معاشرتی علوم، مذہبیات، ابتدائی ریاضی اور سائنس قابلِ ذکر ہیں۔

دبستان کے بعد ہائی یا سیکنڈری اسکول کا مرحلہ ہے، جو ساتویں سے بارہویں جماعت پر مشتمل ہے۔ اس مرحلے کو "دبیرستان" کہتے ہیں۔ دبیرستان کے اساتذہ "دبیر" کہلاتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر "مدیر" یا "رئیس" کہلاتا ہے، مثلاً مدیر کودکستان یا دبستان یا دبیرستان۔ دبیرستان کی چھ سالہ تدریس نہایت اہم مؤثر اور فیصلہ کن مرحلہ ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ دبیرستانوں میں پڑھتے ہیں۔ ابتدائی تین سال ساتویں سے نویں جماعت تک، عمومی نوعیت کے ہیں اور تقریباً دبستان والے مضامین ہی کی تدریس ہوتی ہے۔ اساتذہ طالب علم کی عمر کے مطابق موادِ تدریس کو دوسرے انداز سے پڑھاتے اور اس کے خصوصی میلانات و رجحانات کا پتہ چلاتے ہیں۔ ایران کے دبیرستان جدید ترین تجرباتی آلات سے لیس ہیں جن کی مدد نیز رجحانی امتحانات کے ذریعے طالب علموں کی صحیح رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس طرح دسویں سے بارہویں جماعتوں کے طالب علموں کے لئے خاص راہ متعین کر لی جاتی اور مضامین تدریس کی تحدید و تقسیم عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس مرحلے پر طلباء کی زندگی کا آئندہ لائحہ عمل طے کر لیا جاتا ہے۔ کتنے ہیں جن کو دیپلوم کے بعد مزید درس و تدریس کے مواقع حاصل نہ ہوں گے۔ وہ عملی زندگی میں قدم رکھیں گے۔ کئی دوسرے ایسے ہیں جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے امیدوار ہیں۔ کتنے دوسرے ہیں جو مقابلے کے امتحان میں بیٹھنے اور یونیورسٹی کی اعلیٰ نظری یا عملی تعلیم کے حصول کے متمنی نہیں، البتہ وہ مختلف علوم یا فنون یا پیشوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیتے ہیں۔ طالبات کا مسئلہ اور ہے۔ ان کے لئے امور خانہ داری اور دیگر فنونِ لطیفہ کی تدریس کی سہولتوں کا ہونا بہت مفید ہے۔ ان سب اذواق کے حامل طلبہ کو ایک جیسی تعلیم دینا زیادتی اور وقت اور قومی دولت کا ضیاع ہے۔

ریاضی، سائنس، اُمورِ فنی اور ادبیات و فنونِ لطیفہ کے الگ الگ شعبے دبیرستانوں میں موجود ہیں۔ لوہے، لکڑی، مختلف امورِ فنی اور دست کاریوں کے کام کو سکھانے کی سہولتیں دبیرستانوں میں موجود ہیں۔ فنی دبیرستان اور پولی ٹیکنیک مدارس پورے ملک میں پھیلائے گئے ہیں۔ علوم اور سائنسوں کی اعلیٰ تعلیم پر بڑا زور دیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں ساری سہولتیں فراہم ہیں۔

اساتذہ کی تربیت دبیروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کم از کم لیسانسیہ یا گریجویٹ ہوں۔ جس طرح انجنیئروں، طبیبوں یا دست کاروں کے لئے متعلقہ معلومات کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ عملی تجربہ کی ضرورت ہے، یہی حال معلّمین کا ہے۔ تعلیم و تربیت کے اُصولوں، طالب علم کی نفسیات اور مختلف ٹیکنیکوں سے جو معلّم جتنا عملی طور پر آشنا ہوگا، اسی قدر وہ اپنے کام کو بہتر انجام دے سکے گا۔ ایران میں اس موضوع پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ معلّمین کو بہتر طور پر تربیت دی جائے۔

جو لوگ ڈپلوم کے حصول کے بعد دبیر بننے کے خواہش مند ہوں، وہ دانش سرائے عالی یعنی ٹیچرز ٹریننگ فیکلٹی میں داخلہ لیتے ہیں۔ جہاں وہ مسلسل چار سال تک نظری اور عملی مضامین پڑھتے اور تدریسی مشقیں انجام دیتے ہیں۔ ان چار سالوں میں سائنس یا آرٹس وغیرہ کے وہ سارے مضامین پڑھائے جاتے ہیں جو گریجویٹس پڑھتے ہیں۔ ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت اور عملی دروس سے سابقہ پڑا ہوتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے گریجویٹ، فوق لیسانس (ایم۔ اے) حتیٰ کہ پی۔ ایچ۔ ڈی ہو کر دبیرستانوں میں پڑھاتے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو تنخواہوں میں خصوصی اضافہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اشارہ کیا گیا، دبستانوں میں عام ریاضیات، آسان اطلاعاتِ عامہ، املاء، انشاء اور مادری زبان مع مذہبیات پڑھائے جاتے ہیں۔ جب کہ دبیرستانوں میں غیر مادری زبانوں (عربی، انگریزی یا فرانسیسی وغیرہ)، سائنس، ریاضیات اور معاشرتی علوم وغیرہ کی تدریس ہوتی ہے۔ طالبات کے خصوصی مضامین مثلاً امورِ خانہ داری اور متعلقہ فنونِ لطیفہ وغیرہ "دبیرستان عالی دخترانہ" میں پڑھائے جاتے ہیں۔

ایران میں یونیورسٹی کی تعلیم کو محدود کر دیا گیا ہے اور ہر کہ و مہ کو داخلہ لینے اور "دانش گاہی" بننے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ صرف با استعداد اور اہل افراد ہی اعلیٰ تعلیم سے بہرہ مند ہو سکیں۔ نا اہل لوگوں کا اعلیٰ تعلیمی ڈگریوں کا حامل ہونا غیر مفید اور قومی دولت کا غیر ضروری مصرف سمجھا جاتا ہے۔ شاہنشاہ محمد رضا شاہ پہلوی آریا مہر کے فرمودات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

"اگر ہمارا نظامِ تعلیم محض سرٹیفکیٹ دینے والا بن جائے تو یہ امر باعثِ خرابی ہی نہیں، ملی جرم ہوگا۔ اس طرح ہر با استعداد یا بے استعداد شخص بارہ سال کے بعد کسی طرح سرٹیفکیٹ لے کر یونیورسٹی کی راہ اختیار کرے گا اور گریجویٹ بن کر دفتر میں پشتِ میز بیٹھے گا۔ ممکن ہے کہ ان میں سے بہت سے گریجویٹ ناکارہ ثابت ہوں لیکن اگر ان میں سے دلچسپی رکھنے والوں کو شروع سے ہی فنی اور ٹیکنیکل درس گاہوں میں مختلف کام سکھائے جائیں تو ایسے لوگ معاشرے کی خاطر سود مند ثابت ہو سکتے ہیں .... جو لوگ اعلیٰ تعلیم کے جویا ہوں، اُن کو چاہیئے کہ اس کام کی واقعی اہلیت اور استعداد رکھتے ہوں۔ اگر کوئی کسی مضمون کی اعلیٰ تعلیم نہ پائے اور یونیورسٹی کا فارغ التحصیل نہ ہو، تو یہ بات باعثِ ننگ نہیں ہے۔ معاشرے میں ہر طبقے کے لوگ اور زیادہ تر عام درجے ہی کے ہوتے ہیں، یونیورسٹی کا پروفیسر، بڑھئی، دائی مین، کسان اور مزدور وغیرہ سب ہی ضروری ہیں۔ کوئی ایک پیشہ ور نہ ہو تو معاشرہ ناقص رہے گا۔ یہ ضروری ہے کہ ہر کوئی اپنی اپنی استعداد اور دلچسپی کے مطابق ترقی کے مواقع سے بہرہ مند ہو اور بس۔" ("برگزیدہ ای از نوشتہ ہا و سخنان شاہنشاہ آریا مہر" تہران ۲۵۳۶ ش ص ۱۸۷، ۱۸۵، ۱۸۶)۔

اس مقصد کے لئے کہ با استعداد طلبا کو بے استعدادوں سے الگ کیا جائے، ایک نہایت سخت، ہمہ گیر، نہایت ہی رازدارانہ اور بے رو رعایت امتحان لیا جاتا ہے۔ میرا گزشتہ چار سالوں کا یہ مشاہدہ رہا کہ ان امتحانوں میں بعض بڑے بڑے امراء اور بااثر لوگوں کی اولاد داخلے سے محروم رہی ہے، ایسے امراء اولاد کو اعلیٰ تعلیم کی غرض سے بیرون ملک تو بھیج سکتے ہیں مگر ملکی یونیورسٹیوں میں داخل نہیں کروا سکتے۔ البتہ ایک طالب علم، ایک سے زیادہ یونیورسٹیوں کا امتحان دے سکتا ہے۔ داخلے کے اس امتحان کو فارسی اصطلاح میں کنکور کہتے ہیں۔ کنکور فرانسیسی میں CONEOURS ہے جس کے معنی تگ و دو، رقابت اور مقابلے کے ہیں۔

دبستان اور دبیرستانوں میں مضامین کی تدریس کے لئے ایک خاص تنوع موجود ہے۔ دبستانوں میں عام ریاضیات، آسان سائنس، اطلاعاتِ عامہ، مادری زبان کی املاء، انشاء اور خوش خطی پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ جب کہ دبیرستانوں میں معاشرتی علوم، ریاضیات، عملی اور نظری سائنس اور غیر مادری زبانوں

کی تدریس کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ موسیقی بطور ایک اختیاری مضمون کے ابتدائی کلاسوں سے ہی پڑھائی اور سکھائی جاتی ہے۔ طبیعت کی موزونی اور ذوق کے جلار کے لئے موسیقی بڑا مفید مضمون سمجھا جاتا ہے۔ اور طالب علموں کی اکثریت بصد شوق اسے سیکھتی ہے۔ انشاء نویسی کا حال بھی قابلِ رشک ہے۔

درسی کتابیں ابتداء سے دبیرستان کی انتہائی کلاسوں تک سرکاری نصاب کمیٹی کی مرتب کردہ کتابیں جزو نصاب ہوتی ہیں۔ یہ سب کتابیں سرکاری خرچ پر چھپتی ہیں۔ نصاب کی کتابیں اس طرح مرتب کی جاتی ہیں کہ طلباؑ کے علاوہ خود معلمین کے لئے رہنمائی کا کام دے سکیں۔ تدوین و ترتیب میں بڑا اہتمام چھپائی میں بڑی عمدگی، صحت اور صفائی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ صحت تلفظ، اعراب داری، عمدہ مشقوں، چارٹ، نقشوں اور ڈایاگرام سے یہ کتابیں مزین ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ نہایت گراں قیمت کاغذ پہ چھپتی اور تقریباً مفت تقسیم ہوتی ہیں۔ دبستانوں کی ہر کتاب کی قیمت ۵ ریال (۵۰ پیسے) ہے۔ یہ رقم "جہالت کی بیخ کنی کی تنظیم" سے دی جاتی ہے یہ تنظیم بالغوں کی تعلیم و تدریس کی خاطر قائم کی گئی ہے۔ شاہنشاہ ایران نے سرکاری افواج کے افراد (سپاہ دانش) کو بھی اس مہم میں لگا رکھا اور فوجی بجٹ کا ایک حصہ اس مقصد کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے۔ ان فوجی تعلیمی تنظیموں (LITERACY CORPS) کے بارے میں شاہنشاہ نے (کتاب مذکور ص ۱۹۳، ۱۹۷) فرمایا ہے:۔

"دیو جہالت کی سرکوبی اور تعلیم کی عمومیت کی خاطر دیماہ ۱۳۴۱ شمسی سے ہم نے سارے ملک کے شہروں اور دیہاتوں میں جو مقدس جنگ شروع کر دی ہے، اُسے میں جہاد ملی کہوں گا........ ہمارے انقلاب سفید نے "سپاہ دانش" اور جہاد ملی کے قیام کے بعد نئی اور اصلی کروٹ لی ہے۔ اور دانش و فرہنگ اب ایران میں عام ہونے لگا ہے۔" اس وقت شہروں اور دیہاتوں کے لوگ "سپاہ دانش" کی تدریسی خدمات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ دبیرستانوں کی درسی کتابوں کی قیمت بھی بہت کم — لاگت سے بھی کم — رکھی گئی ہے۔

نصاب کی کتابیں تقریباً ہر دوسرے سال نئی چھپ جاتی ہیں۔ نئی نئی علمی ترقیات اور جدید رجحانات کے تقاضوں کے مطابق نصاب کی جلد ترمیم و تجدید ضروری سمجھی جاتی ہے۔ کالج اور یونیورسٹی کی کلاسوں میں تدریس کی کتابوں کی کمی نہیں ہے۔ اساتذہ یونیورسٹی کی مجلسِ مشاورت و تدریس میں ہر تعلیمی سال کے آغاز میں کتب تدریس کے تعین کے سلسلے میں تجاویز پیش کرتے ہیں۔ ان تجاویز کا منظور ہو جانا گویا نصاب کا طے ہو جانا ہے۔ کم ہی کتابیں ہیں جن کو سالہا سال تک پڑھانا منظور کیا جاتا ہے۔ اس جدت اور نو یابی سے اساتذہ اور طلباؑ دونوں

ے COMPAIGN AGAINST ILLITERACY

کو فائدہ ہے۔ انسانی فطرت کا تقاضا جدّت آفرینی ہے۔ اگر سالہاسال تک ایک ہی نصاب زیرِ تدریس رہے تو پڑھانے اور پڑھنے والوں پر جمود اور اکتاہٹ طاری ہو جاتی ہے اور صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے ؎

سبوی خانقاہان خالی از می　　کند مکتب رہ طی کردہ را طی　　(اقبالؔ)

البتہ کلاسیکی ادب کو اس کلیہ سے مستثنیٰ سمجھنا چاہیئے۔ حکیم ابوالمعالی کی "کلیلہ و دمنہ" (مولفہ ۵۳۱-۵۳۲ ہجری) یا شیخِ اجلّ سعدی شیرازی (وفات ۶۹۵ ہجری) کی "گلستان" سالہاسال بلکہ صدیوں سے جزوِ نصاب ہیں اور ان خزائنِ فصاحت و بلاغت کا حق بھی یہی ہے۔ یہی حال کئی دوسری کتابوں کا ہے۔ ایران میں فنون اور علوم دونوں شعبوں کے مضامین پر مساوی زور دیا جاتا ہے۔ فنون کے سلسلے میں تو ایران کو روایتی اور تاریخی مقام حاصل ہے۔ علوم کی طرف بھی برابر توجہ دی جاتی ہے۔ صرف تہران کی تینوں یونیورسٹیوں کو ہی لے لیں۔ تہران یونیورسٹی، تہران کی ملی یا نیشنل یونیورسٹی اور آریامہر صنعتی یونیورسٹی، ان میں ایک سے ایک بہتر ہے۔ تہران یونیورسٹی کی سائنس فکلٹی میں سارے "علومی" مضامین کی تدریس ہوتی ہے۔ یہاں ایک ٹیکنیکل فکلٹی یعنی دانش کدہ فنی بھی ہے جس پٹرولیم، کان کنی اور معدنیات شناسی کے شعبوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ریاضیات، کیمیا اور میڈیکل فکلٹیوں کا بھی مشرقی ممالک میں بڑا شہرہ ہے۔ تہران یونیورسٹی کے سابق چانسلر[1] ڈاکٹر فضل اللہ رضا اسی دانش کدہ فنی کے فارغ التحصیل ہیں۔ اس یونیورسٹی کے ایک اور سابق چانسلر ڈاکٹر جہان شاہ صالح، مدتوں سے میڈیکل فکلٹی کے ڈین اور پرنسپل رہے ہیں۔ ان شعبوں میں پڑھنے والے طلبأ کی خاصی استعداد مانی جاتی ہے جس کی داغ بیل دبیرستانوں میں ڈالی جاتی ہے۔ دوسری خصوصیت ان فکلٹیوں میں جدید ترین آلاتِ کار اور عملی تجارب کی سہولتوں کا میّسر ہونا ہے۔ اس طرح نظری باتوں کو عملی تجارب سے سمجھانا دشوار نہیں ہے۔

امتحانات: ایران میں بعض دوسرے ممالک کی طرح زبانی اور تحریری دونوں امتحان ہوتے ہیں۔ کنکور مذکور بھی اسی طرح ہے۔ البتہ اس میں صرف اعلیٰ نمبر لینے والے امیدواروں کو زبانی امتحان کی خاطر بلایا جاتا ہے۔ اس بات سے تعجب ہوگا کہ پورے ملک میں امتحانات لینے والے بورڈ وغیرہ موجود

---

[1] ایران کی یونیورسٹیوں میں چانسلر ہوتے ہیں نہ کہ وائس چانسلر۔ تہران یونیورسٹی کے موجودہ چانسلر جناب ڈاکٹر ھدایتی ہیں جو پہلے سائنسی امور کی وزارت کے وزیر تھے۔

نہیں ہیں۔ سارا کام تعلیم گاہیں انجام دیتی ہیں۔ اساتذہ کے اعتماد پر ہی یہ کام انجام پا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ وزارتِ آموزش و پرورش (تعلیم) نے چھٹی اور بارہویں جماعت کے امتحانات اپنی نگرانی میں لینے شروع کئے ہیں۔ پرائیویٹ امتحانات دینے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ ناکام ہونے والے طلبا دوبارہ بلکہ چند بار امتحان دینے کے مجاز ہیں۔

زبانی امتحانوں کا بڑا مقصد صحتِ تلفظ، طلبا کے اظہارِ بیان، عام شخصیت اور ذہانت کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔ اس تصور سے کہ استاد کے سامنے پڑھنا یا بولنا ہوگا اور صحیح یا غلط تلفظ کے ادا کرنے سے نمبر زیادہ یا کم ہو سکتے ہیں۔ ایرانی طالب علم لفظ کو صحیح مخرج سے ادا کرنے کی خاطر شروع سے ہی محتاط ہوتے ہیں۔ پھر زبانی امتحان سارے نصاب سے ہوتا ہے۔ صرف چند ضروری سوالوں کے جوابات یاد کر دینے سے کام نہیں چلتا ہے۔ ادبیات کی تدریس اور امتحان ایران میں دونوں ہی دلچسپ ہیں۔ زبان شناسی کا پورا ذوق پیدا کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ نہ صرف یونیورسٹی کے اساتذہ، بلکہ دبیروں کی ایک خاصی تعداد فارسی اور عربی کے علاوہ دو تین یورپی زبانوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ادبیات فارسی میں ایران قدیم کی زبانوں قدیم پارسی، اوستا اور پہلوی کی تدریس پر زور دیا جاتا اور جدید فارسی یا دوسری زبانوں کے ساتھ تقابلی مطالعہ کرایا جاتا ہے۔

زائد مطالعہ اور کتب خانے | جدید ایران میں کتب و جرائد و رسائل کی نشر و اشاعت کی بڑی بھرمار ہے۔ اس کے باوجود طباعت کا معیار اعلیٰ اور جاذبِ نظر ہے۔ فارسی ادبیات کے قلمی نسخے اتنی سرعت سے اور تعداد میں چھپ رہے ہیں کہ شاید و باید۔ چھوٹی سے بڑی کلاسوں کے طالب علم اپنے ذوق کی کتابیں خریدنے اور زائد مطالعے سے بڑا شغف رکھتے ہیں۔ دبستانوں اور خاص کر دبیرستانوں میں کتب خانے موجود ہیں۔ کتب خانوں میں آدابِ مطالعہ اور قلمی یا عکسی کتابوں کے نسخوں سے استفادہ کرنا سکھایا جاتا ہے۔ مجھے شروع میں بے حد تعجب ہوا تھا کہ کالج کے طالب علم اس کثرت سے قلمی یا عکسی کتابوں کے مطالعہ کا ذوق کس طرح رکھتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ اس کی داغ بیل دبیرستانوں میں ہی ڈال دی جاتی ہے۔ ہر یونیورسٹی کی مختلف فکلٹی کے اپنے اپنے کتب خانے ہیں۔ سارے ایران میں کتب خانے منظم طریقے سے موجود ہیں۔ ان کتب خانوں کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ غیر مطبوعہ قلمی اور عکسی نسخوں کی بڑی تعداد موجود ہے، جو تحقیقی کام کے لئے خاص طور پر اشد ضروری ہے۔ تہران یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری کے پاس نصف لاکھ کے لگ بھگ قلمی اور عکسی کتابیں ہیں۔ اس سے دوسرے کتب خانوں کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

تنظیم مدارس مدارس تقریباً خود مختار ادارے ہیں جن پر وزارتِ تعلیم کا رہنما یانہ کنٹرول ہے۔ مدارس میں فیس لی جاتی ہے۔ اس کا تعین اساتذہ اور والدین کی آراء اور اُس شہر یا قصبہ یا دِہ کے لوگوں کے معیارِ زندگی کے مطابق کیا جاتا ہے۔ سرکاری اداروں کی فیس کا ایک پیسہ بھی سرکاری خزانے میں نہیں جاتا۔ یہ سب اُس دلبستان یا دبیرستان کے حساب میں جمع ہوتا اور اُس کی تعمیر و ترقی نیز بچوں کی بہبود پر خرچ ہوتا ہے۔ فنڈز کے کم ہونے کی صورت میں خود حکومت بھی مدد کرتی ہے۔ اس کام کے لئے سرکاری یا پرائیویٹ مدارس کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ پرائیویٹ یا ملی مدارس کی حکومت پوری مدد کرتی ہے۔ ایسے اداروں کو کھولنے اور چلانے کی تربیت یافتہ اساتذہ کو ہی اجازت ملتی ہے۔

تہران کی تین یونیورسٹیوں کا ذکر ہو چکا۔ دوسری یونیورسٹیاں مشہد، اصفہان، اہواز، تبریز اور شیراز میں قائم ہیں۔ شیراز کی پہلوی یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔ اس یونیورسٹی میں صد ہا غیر ملکی طالب علم زیرِ تعلیم ہیں جن میں عرب طالب علموں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ یہ یونیورسٹی خواجہ حافظ شیرازی (وفات ۷۹۲ ہجری) کے مزار کے پاس ہی واقع ہے۔ اس یونیورسٹی کے دو فاضل استادوں نے چند ماہ قبل انسانی قلب کی پیوندکاری کا کامیاب تجربہ کر کے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ شاہنشاہ ایران اس ادارے کو ایشیا کی ایک مثالی یونیورسٹی بنانے کی فکر میں ہیں۔ ویسے شہنشاہ ساری ہی یونیورسٹیوں کے ترقیاتی کاموں میں پوری دلچسپی لیتے ہیں اور اسی سلسلے میں ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

"یونیورسٹی میری نظر میں وہ مقدس جگہ ہے جہاں انسانیت کے مستقبل کی بہتری کی خاطر تربیت دی جاتی ہے۔ اور ایسے مقام کی ترقی کی کوشش کرنا ہم سب کا فرض ہے۔" (ص ۷۶ کتاب مذکور: برگزیدہ ای از......)

یہاں اس بات کی یاد دہانی ضروری ہے کہ دبیرستان تک مذہبی تعلیم لازمی ہے اور اس کے بعد ہر درجہ امتحان میں یہ اختیاری مضمون کے طور پر ہے۔ قم اور مشہد کے مشہور مذہبی مدارس میں سارے دنیوی علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ اس طرح مذہبی مدارس اور عام درس گاہوں کے درمیان زیادہ مغائرت نہیں ہے۔

ایران کی یونیورسٹیاں سرکاری ادارے ہیں، جو خود مختار ہیں۔ وزارتیں صرف مشورے دیتی ہیں۔ سائنس اور تحقیقاتی اُمور کی ایران میں ایک وزارت ہے۔ جس کا یونیورسٹی اور کالجوں کے اُمور سے قریبی تعلق ہے۔ وزارتِ تعلیم کے علاوہ ایک فرہنگ و ہنر (آرٹ اور کلچر) کی وزارت بھی ہے۔ یونیورسٹیاں اپنے اُمور کی تکمیل کے لئے ان تینوں وزارتوں کا تعاون چاہتی ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ دبیرستانوں کے بعد ایران میں یونیورسٹی (دانش گاہ)

کی تعلیم ہوتی ہے۔ ڈپلوم کے چار سال بعد گریجویشن اور دو سال بعد فوق لیسانس دایم۔ اے/ایم۔ ایس۔ سی) عمل میں آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انٹرمیڈیٹ کا الگ درجہ وہاں موجود نہیں ہے اور ہمارے ہاں سے دو سال زیادہ پڑھنا ہوتا ہے۔

یونیورسٹی کا ناظم اعلیٰ "چانسلر" ہوتا ہے۔ جسے شاہنشاہ یا ان کے حکم سے وزیرِ اعظم تعین کرتا ہے۔ چانسلر ہی اپنے معاونین اور مختلف ڈینز کا تقرر کرتا ہے۔ چانسلر کے بدل جانے سے تمام معاونین اور ڈین یا پرنسپل بھی بدل جاتے ہیں۔ ایران میں یہ نقطۂ نگاہ ہے کہ ہر ذمہ دار آدمی کو کام چلانے کے لئے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے ہم خیال اور اس کی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے والے ہوں۔ اس سے تدریسی کاموں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اساتذہ جوں کے توں کام کرتے رہتے ہیں۔

ایران کے اساتذہ خوش قسمتی سے ایران کے اساتذہ کو معاشرہ میں ایک بلند مقام حاصل ہے اور وہ ترقی یافتہ ممالک کے اساتذہ کی صف میں شامل ہیں۔ شاہنشاہِ ایران نے کئی بار بجا طور پر فرمایا کہ جب تک اساتذہ، محترم اور مرفہ الحال نہ ہوں گے، کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ شاہنشاہ کے والد رضا شاہ کبیر (وفات ۱۹۴۴ء) نے بھی اساتذہ کو بڑی سہولتیں دی تھیں، جن میں مکانات کے لئے زمین کی الاٹ منٹ اور مکانات کی تعمیر کی خاطر پوری رقم بطور قرض دینا خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ بے شک ایران والوں کا معیارِ زندگی بلند ہے مگر اساتذہ کو خوش حالی کی زندگی بسر کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ کودکستان اور دبستان کے اساتذہ کی تنخواہ ۸۰۰ سے ۱۸۰۰ تومان (روپے) اور دبیرستان والوں کی ۹۵۰ سے تقریباً ۲۰۰۰ تومان تک ہے۔ سالانہ ترقی تقریباً ۱۰۰ تومان ہے۔ اس کے باوجود وزارتِ آموزش و پرورش تنخواہوں کی نظرِ ثانی اور اضافہ پر مزید غور کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ خصوصی الاؤنس اور سلیکشن گریڈ کی سہولتیں حاصل ہیں۔ اعلیٰ تعلیم اور خصوصی تجارب کے حامل اساتذہ کو خصوصی الاؤنس بھی ملتا ہے۔ مدیر دبیرستان کو ۲۵۰ تومان خصوصی تنخواہ ملتی ہے اور اگر دبیرستان کے طلباء کی تعداد ہزار سے تجاوز کر جائے تو یہ خصوصی تنخواہ ۶۵۰ تومان کر دی جاتی ہے۔ دبیرستان یا اس سے اعلیٰ درجوں کے طالب علموں کو فارسی میں "دانش جو" کہتے ہیں۔

کالج یا یونیورسٹی میں تقرر کے لئے امیدوار کو اس مخصوص مضمون میں ڈاکٹر (PH.D) ہونا چاہیئے۔ ایم۔ اے یا فوق لیسانس حضرات میں سے بھی انتخاب کیا جاتا ہے۔ موجودہ روش کے مطابق جب تک PH.D نہ ہو اس کے تقرر کو قبول نہ کیا جائے گا۔ تقرری کے لئے امیدواروں کا ایک تحریری امتحان لیا جاتا ہے جس میں مخصوص مضمون کے علاوہ ایک بین الاقوامی یورپی زبان مثلاً انگریزی، فرانسیسی، جرمنی یا روسی وغیرہ کے امتحان میں

بھی پاس ہونا ضروری ہے۔ اساتذہ کا انتخاب اساتذہ ہی کرتے ہیں۔ استادیار (لیکچرر) کو ۲۰۰۰ تومان تنخواہ ملتی ہے۔ چار سال ملازمت کے بعد اُسے دانش یار (یعنی ریڈر یا اسوسی ایٹ پروفیسر) بنا دیا جاتا ہے اور تنخواہ خود بخود ۲۵۰۰ تومان ہو جاتی ہے۔ دانش یار پانچ سال بعد اُستاد (یعنی پروفیسر دپرفسور) بن جاتا ہے۔ اور ۴۰۰۰ تومان ماہانہ تنخواہ پاتا ہے۔ ایران میں ترقی کے مدارج طے کرنے کی یہ عام روش ہے جس کے تحت نو سال کی مدت میں ہر لیکچرار، پروفیسر بن جاتا ہے۔ بیس سال ہونے کو ہیں کہ خالی آسامیوں کی صورت میں ترقی کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا اور بہتر دل و دماغ کے حامل افراد اس پیشے کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ عام طور پر ایرانی اساتذہ ان سہولتوں کے پیشِ نظر بڑا ہی تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ اس لئے سب کو ہی یہ ترقی مل جاتی ہے۔ دانش یار سے استاد بننے کی خاطر اساتذہ کی تالیفات و تصنیفات کو نظر میں رکھا جاتا ہے۔ اگر کسی نے کوئی کام نہ کیا ہو تو اس کی ترقی قانوناً رک سکتی ہے۔

اساتذہ اور دوسرے سرکاری ملازمین کو ایک یا کئی پارٹ ٹائم (جز وقتی) کام کرنے کی عام اجازت ہے بلکہ اس سلسلے میں تشویق اور رہنمائی کی جاتی ہے۔ یونیورسٹی / کالج کے کئی اساتذہ دو دو جگہوں پہ باقاعدہ ملازم ہیں۔

اوقاتِ کار اور سہولتیں دبستان اور کودکستان میں روزانہ پانچ گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے مضامین کی بہتات کی وجہ سے دبیرستانوں کے اوقات کار زیادہ ہیں۔ ویسے بھی اس عمر میں طالب علموں کو زیادہ سے زیادہ مشغول رکھنا، ماہرینِ تعلیم کے نظریات کے عین مطابق ہے۔ دبیرستانوں اور کالج / یونیورسٹی میں دونوں وقت صبح اور شام کلاسیں ہوتی ہیں۔ ساڑھے چار گھنٹے صبح اور تقریباً اڑھائی گھنٹے شام کو کلاسیں ہوتی ہیں۔ تعطیلات پہلے زیادہ تھیں اب کم کر دی گئی ہیں۔ نئے ایرانی شمسی سال کے آغاز (نوروز) کے موقع پر چھ روز اور جولائی تا ستمبر تین ماہ کی گرمیوں کی تعطیلات ہوتی ہیں۔ یہ تعطیل اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سب کے لئے یکساں ہے۔ مجموعی سال (۳۶۵ دن) میں تقریباً ۱۰۵ دن کی تعطیل ہوتی ہے۔ دفاتر اور درس گاہوں میں ہفتہ وار چھٹی، دوسرے اسلامی ممالک کی طرح جمعہ کو ہوتی ہے۔

دبیرستان کے معلم (دبیر) کو ہفتے میں زیادہ سے زیادہ ۲۷ اور کالج / یونیورسٹی کے اساتذہ میں سے ہر ایک کو پندرہ ساعت (پیریڈ) پڑھانا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ پڑھانے پر ان کو قانوناً بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ زیادہ مدت کی تدریس اگر ان کے سپرد کی جائے تو اُس کے لئے اضافی تنخواہ (الاونس وغیرہ) دیا جاتا ہے۔ ہر دبیر یا اُستاد کو بشرطِ ضرورت اور اس کی رضامندی سے ۴ گھنٹے ہفتہ یعنی دو یا تین پیریڈ روزانہ زائد تدریس پر مامور کیا جا سکتا ہے۔ کم ہی کوئی دبیر یا اُستاد ہو گا جو اضافی تنخواہ نہ لیتا ہو۔ دبیرستان یا یونیورسٹی / کالج کے

اربابِ اختیار اس بات کو مناسب سمجھتے ہیں کہ خالی آسامیوں پر نئے افراد کا تعین کرنے کے بجائے ان تجربہ کار اساتذہ کی اضافی خدمات سے استفادہ کریں۔ اضافی تنخواہ دبیر کو ۵ا تومان اور اُستادیار/دانش یار/اُستاد کو ۲۵ تومان فی پیریڈ کے حساب سے ملتی ہے۔ اس اضافی تنخواہ یا تعین سے کوئی بے روزگاری وغیرہ کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ ابھی تک ایران میں لوگوں کو ان کی اہلیت کے مطابق کام بآسانی مل جاتا ہے۔

بیمہ اور پنشن | ایران میں تمام سرکاری ملازمین کی مانند اساتذہ بیمہ شدہ ہیں۔ سرکاری یا غیر سرکاری اساتذہ کی کوئی تحدید وتخصیص نہیں ہے۔ بیمہ کی خاطر تنخواہ میں سے ایک فی صد منہا کیا جاتا اور اتنی ہی رقم سرکاری خزانے سے ادا کی جاتی ہے۔ سرکاری یا غیر سرکاری مدارس کے تمام اساتذہ پنشن (حقوقِ بازنشستگی) کے مستحق ہیں۔

بیس سال ملازمت پوری ہو جانے کے بعد سرکاری ملازمین اور اساتذہ پنشن مل جانے کی درخواست دے سکتے ہیں۔ پنشن تقریباً تنخواہ کا ۲/۳ مل جاتی ہے۔ واضح تر صورت یہ ہے کہ بیس سال خدمت انجام دینے والے کو ۲۰ دن کی ماہانہ تنخواہ ملنے لگتی ہے۔ اسی طرح ۲۱، ۲۲ یا زیادہ سال تک ملازمت کرنے والے کو ۲۱، ۲۲ یا اتنے ہی دن کی ماہانہ حساب سے پوری تنخواہ ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ۳۰، ۳۱ سال تک ملازمت کرنے کے بعد سبکدوش ہونے والے پوری تنخواہ کے مجاز ہیں۔ ویسے بھی نمایاں خدمات انجام دینے والے اساتذہ کو بازنشستگی کے بعد پوری تنخواہ دینے کی مراعات موجود ہیں۔ اس زمرہ کے چند نامور اساتذہ کے اسمائے گرامی کا ذکر کر دوں جو پاکستان میں بھی معروف ہیں؛ استاد بدیع الزمان فروزانفر، استاد جلال الدین ھمائی، اُستاد ڈاکٹر سید صادق گوہرین اور اُستاد ڈاکٹر محمد معین، آخر الذکر اُستاد عرصہ دو سال سے مریض اور عالمِ سکتہ میں ہیں۔ شاہنشاہِ ایران نے ان کے علاج کے لئے ذاتی مساعی فرمائیں اور معارف پروری کی تاریخ کا اعادہ کیا ہے۔ یہ تمام اور کئی دیگر اُستاد اور دبیر پوری تنخواہ پا رہے ہیں۔

تقدم وتاخر | قابلیت پر ترقی کا مدار ہوتا ہے، لیاقت اور نمایاں علمی خدمات کو محض طویل ملازمت سے زیادہ نظر میں رکھا جاتا ہے۔ صرف سینیئر یا جونیئر ہونا اہم نہیں ہے۔ البتہ کسی تقرر اور تعین کی خاطر اہل الرائے اور متعلقہ فضلاء سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ ممتاز ایرانی عالم ڈاکٹر سید حسین نصر اس وقت تہران یونیورسٹی کی سب سے بڑی فکلٹی (دانش کدہ ادبیات) کے پرنسپل اور ڈین

ہیں۔ ڈاکٹر نصر پاکستان میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ اس سال اپریل کے مہینے میں بھی وہ علامہ اقبال کے فکر پر تقریر کرنے بزمِ اقبال لاہور کی دعوت پر پاکستان تشریف فرما ہوئے تھے۔ وہ انگریزی، فرانسیسی اور فارسی میں کئی کتابیں اور مقالے لکھ چکے ہیں۔ اس بات سے تعجب نہ ہو کہ وہ چند سال قبل پروفیسر بنے تھے۔ اور اس وقت اُن کی عمر ۳۵ برس ہے۔ مگر موصوف کی اہلیت کے پیشِ نظر خود ان کے اساتذہ اور سینیئر ساتھیوں کو ان کے ساتھ کام کرنے پر بڑا فخر ہے۔ ایسی کئی مثالیں اور بھی ہیں۔ مثلاً اس قدر دانی کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک ہائی اسکول کی ہیڈ مسٹرس کو شاہنشاہِ ایران نے وزارتِ تعلیم کا قلمدان سپرد کر دیا ہے۔ یہ خانم ڈاکٹر فرخ رو پارسا ہیں۔ پہلی خاتون جو ایران میں وزیر بنائی گئی ہیں اور یہ ان کی لیاقت کا صلہ تھا۔

غیر تدریسی مشاغل ایران، آزاد روش کے داعیوں، رستم، سہراب اور اسفندیار جیسے پہلوانوں کا دیس ہے۔ کھیل کود، تفریح، گھومنا پھرنا، ورزش اور ایسے ہی مشاغل پر طلباء اور اساتذہ کی توجہ مرکوز رہتی ہے۔ حکومت نے اس کام کی خاطر بے حد سہولتیں فراہم کر رکھی ہیں۔ شہنشاہ نے ایک بار فرمایا:

"ورزش کے اصولوں سے شرافت، درستیِ اخلاق اور جواں مردانہ آداب سیکھے جائیں ...... ورزش اور کھیل کے قہرمانوں کو چاہیے کہ روایاتی اخلاق و آداب کے قہرمان بھی بنیں۔" (کتاب مذکور، ص ۲۲۱، ۲۲۲)

ان سطور پر ہم ایرانی جدید نظامِ تعلیم پر بغیر کسی تبصرہ کے اپنا مضمون ختم کر دیتے ہیں، ایران کی آبادی کم (یعنی ۳ کروڑ) ہے اور قومی آمدنی زیادہ (یعنی ۱۲۵۰ تومان فی کس) ہے، ایسا مثالی نظامِ تعلیم رائج کرنا وہاں آسان سہی، پھر بھی ہمارے اربابِ تعلیم کو اپنے اس عزیز ہمسایہ ملک کے نظامِ تعلیم کی بعض کم خرچ بالانشین اصلاحات سے ضرور استفادہ کرنا چاہیئے:۔

به پور خویش دین و دانش آموز
که تابد چون مه و انجم نگینش،
بدست او اگر دادی هنر را
ید بیضاست اندر آستینش،
(اقبالؒ)